رجسٹرڈ انگلشیہ (   )

شرح چندہ
سالانہ .... ۷؎
ششماہی .... ۴؎
سہ ماہی .... ۲؎

قیمت پرانا پرچہ ۴؎

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ۷؎
ششماہی .... ۴؎
سہ ماہی .... ۲؎

قیمت فی پرچہ (۲)

جلد

۹ شہریور ۱۳۵۳ ف | ۲۳ رجب ۱۳۶۳ھ | ۱۵ جولائی ۱۹۴۴ء شنبہ

نمبر ۱۴

حالات جنگ اور قومی تحریک سے ہندوستان کے صرف

سرمایہ داروں نے فائدہ اٹھایا

کہا جاتا ہے کہ حالات جنگ سے ہندوستان کی قومی دولت اور خوش حالی میں اضافہ ہوا۔ یہ خیال اس دلیل پر مبنی ہے کہ دوران جنگ میں ہندوستان کی صنعتی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا اور ہندوستان ایک قرضدار ملک نہیں رہا بلکہ لین دار ملک بن گیا۔ یہ صحیح ہے کہ ہندوستان کی صنعتوں میں بہت ترقی ہوئی اور دولت میں بھی اضافہ ہوا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جنگ سے ہندوستان کے سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کی آمدنی میں غیر متناسب اضافہ ہوا مگر افراد یا جماعتوں کی دولت میں اضافہ ملک کی خوش حالی کی دلیل نہیں۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ قومی خوش حالی میں اضافہ قومی آمدنی پر منحصر ہوتی ہے۔ قومی خوش حالی کے لئے ضروری ہے کہ قومی دولت عوام میں کافی طور پر منقسم ہو۔

ہندوستان کی حد تک جب ہم قومی خوش حالی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس سے مراد چند سرمایہ داروں کی خوش حالی ہے جنھوں نے صنعتوں میں روپیہ لگا کر خوب نفع کمایا۔ اس کو عوام کی خوش حالی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس میں شک نہیں کہ عوام کی اوسط آمدنی میں کسی قدر اضافہ ہوا ہے لیکن اشیائے احتیاج کی قیمتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں کہ اضافہ آمدنی کو مصارف سے کوئی مناسبت نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں دولت چند ہاتھوں میں مرکوز ہو گئی ہے ایک جماعت سے دوسری جماعت کے ہاتھ میں

دولت کا چلا جانا اضافہ آمدنی نہیں کہلاتا۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ دولت کی منصفانہ تقسیم ہو۔

ہندوستان کے سرمایہ داروں کا یہ ادعا ہے کہ حالات جنگ سے ملک کی خوش حالی میں اضافہ ہوا ہے قومی دولت کی از سر نو تقسیم کے سخت مخالف ہیں۔ اس طبقہ نے ما بعد جنگ تنظیم کے سلسلہ میں ایسے منصوبے اور اسکیمیں تیار کی ہیں جن کو روبہ عمل لانے سے دولت چند ہی افراد کے ہاتھوں میں مرکوز رہے گی اور ان منصوبوں کو سرمایہ دار طبقہ ملک کی نجات کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ ہندوستانی عوام کے لئے کوئی ما بعد جنگ منصوبہ مفید نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ دولت کی از سر نو تقسیم کے اصول پر مبنی نہ ہو۔

دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹ آنا تمام انسان کی تمام مصیبتوں کا باعث ہوتا ہے۔ قومیں ایک دوسرے سے برسر جنگ ہوتی ہیں۔ نادار قومیں اور مالدار قوموں سے اس امید میں جنگ کرتی ہیں کہ دنیا کی معاشی دولت اور معاشی وسائل کی از سر نو تقسیم ہوگی اور انہیں بھی مناسب حصہ ملے گا۔ جنگ کا نتیجہ بالآخر یہ ہوتا ہے کہ جو ملک قوی ہوتا ہے وہ فتح پاتا ہے اور دوسری قوموں کو معاشی وسائل سے محروم کر دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک جنگ دوسری جنگ کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ اسی قسم کا تصادم کسی قوم کے اندر سرمایہ داروں اور عوام کے مابین

واقع ہوتا ہے۔ قومی خوش حالی اور بین الاقوامی امن کا تصور دولت کی از سر نو تقسیم کے اصول پر مبنی ہے۔ چند ہاتھوں میں دولت کا سمٹ آنا سیاسی دشواریاں پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ سیاسی تحریکات کے متعلمین یہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی قوم کے اندر بے چینی کا پیدا ہونا ملک کی معاشی صورت حال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

ہندوستان میں چند ہاتھوں میں دولت کے سمٹ آنے سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ بالکل نمایاں ہیں۔ اس ملک کے عوام سیاسی تغیر چاہتے ہیں کیونکہ انہیں یہ توقع ہے کہ قومی آزادی کے نتیجہ کے طور پر دولت کی از سر نو تقسیم ہوگی اور انہیں خوش حال زندگی بسر کرنے کا موقع ملے گا۔ ہندوستان کے سرمایہ دار اور کارخانہ دار بھی قومی آزادی چاہتے ہیں۔ انہیں یہ امید ہے کہ قومی حکومت کے قیام سے انہیں زیادہ دولت کمانے کا موقع ملے گا کیونکہ بیرونی سرمایہ سے انہیں مسابقت کرنی نہیں پڑے گی۔ لیکن ہمارے کہنے پر تمام سرمایہ دار دولت کی از سر نو تقسیم کی ہر کوشش کے خلاف بیرونی کارخانہ داروں سے اتحاد قائم کر لیں گے۔ حالات جنگ اور قومی تحریک سے ہندوستان کے سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں نے خوب فائدہ اٹھایا لیکن عوام مصارف زندگی میں اضافہ ہو جانے کی وجہ سے ناقابل بیان مصائب سے دوچار ہیں۔

آج صورت حال یہ ہے کہ دولت چند افراد کے ہاتھوں میں سمٹ کر آ رہی ہے اور عوام کی آمدنی میں حیثیت مجموعی اضافہ نہیں ہو رہا ہے۔ گرسنہ انسان آج بھی مفلس ہیں اور سرمایہ داروں کی دولت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جب قومی آمدنی چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتی ہے اور اشیائے صرف کے لئے خرچ نہیں کی جاتی تو اس سے یہ رجحان پیدا ہوتا ہے کہ روپیہ کو کاروبار میں لگایا جائے یعنی مشنری خریدی جائے یا نئی صنعتوں پر روپیہ صرف کیا جائے۔

ایک جنگ سے سرمایہ دار کی آمدنی اشیائے صرف پر

بقیہ صفحہ (۱۲) پر

حکمت ہفتہ وار

جلد ۱۴ | ۹ر شہریور ۱۳۵۳ف | نمبر ۱۴

نواب صدر اعظم بہادر کی توسیع

حضرت بندگان اقدس نے ازراہ قدردانی نواب صاحب چھتاری کو صدارت عظمیٰ کے عہدہ پر مزید دو سال کی توسیع اس ملازمت کے [illegible] عطا فرمائی ہے کہ موصوف کی خدمات قابل قدر ہیں۔ ہم نواب صاحب کی خدمت میں اس امر کی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ آپ کا سیاسی مسلک حضرت بندگان عالی کی نظر میں قابل تحسین قرار پایا۔ ہندوستان کے موجودہ دور میں کوئی سرکاری عہدہ خواہ وہ ریاستوں میں ہو یا برطانوی ہند میں اپنے اندر دو پہلو رکھتا ہے۔ ایک ذاتی منفعت اور ذاتی وجاہت [illegible] دوسرا خدمت خلق کا۔ ہم اپنی معلومات کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ نواب صاحب چھتاری ان افراد میں سے ہیں جنہیں عہدے کی خواہش آخرالذکر اعتبار سے ہوتی ہے۔ نواب صاحب کو خدا نے دولت بھی دی ہے اور وجاہت بھی۔ اب آپ کو کسی چیز کی خواہش ہو سکتی ہے تو صرف یہی کہ اپنی زندگی ملک و قوم اور خلق کی خدمت میں بسر کریں۔ حسن اتفاق سے مشیت نے جس سرزمین کی خدمت کے لئے آپ کو منتخب کیا ہے وہ ایک ایسا ملک ہے جس سے نواب صاحب کو مختلف وجوہ سے خصوصاً دلچسپی ہو سکتی ہے۔ نواب صاحب اپنی طبیعت، مذاق، ماحول اور روایات کے اعتبار سے اس کے مستحق ہیں کہ اس خطۂ ملک کی خدمت گزاری کا بار اپنے سر لیں۔ نواب صاحب کا تعلق ایک ایسے طبقہ سے ہے جو بالطبع فرقہ وارانہ تعصب سے بالاتر ہے اور جس کا مفاد اسی میں مضمر ہے کہ وہ کاشتکاروں اور مزدوروں کو خوش حال اور مطمئن رکھے۔ اس کے علاوہ نواب صاحب ایک سلیم الطبع انسان ہیں جو جذبات کی رو میں حقائق سے ٹکرا نہیں جاتے۔ آپ کی سرکاری، پبلک اور خانگی زندگی کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ آپ زندگی کی رکاوٹوں کے باوجود اپنا راستہ نکال لیتے ہیں۔ آپ ایک حریت پسند محب وطن ہونے کے باوجود یہ جانتے ہیں کہ انگریز قوم سے مصالحت کیسے اور معاملات کو سلجھانے کے طور طریقے کیا ہیں۔ جب نواب صاحب عہدے پر ہوتے ہیں تو اپنے آپ کو کسی پارٹی سے وابستہ نہیں کرتے بلکہ اپنا مسلک نہایت غیر جانبدارانہ رکھتے ہیں اور مسائل کو ان کے محاسن اور معائب کے اعتبار سے جانچتے ہیں۔ حیدرآباد کو ایسے ہی صدر اعظم کی ضرورت ہے۔

یہاں ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آئندہ دو سال کے دوران میں ہمیں نواب صاحب سے کیا توقعات ہیں۔

(۱) بعد ختم جنگ ہندوستان کا دستوری موقف کیا ہوگا اس کے متعلق پیش قیاسی ہمارے بس کی بات نہیں۔ لیکن حیدرآباد کے صدر اعظم کا یہ فریضہ ہے کہ وہ بدلتے ہوئے حالات اور رجحانات پر گہری نظر رکھے اور مرتب طور پر اس امر کی نگرانی کرتا رہے کہ امکانی تبدیلیاں حیدرآباد کے سیاسی و معاشی موقف کو کس طرح متاثر کریں گی۔ یہ بات تو کہنے کو آسانی سے کہہ دی گئی مگر اس پر عمل کرنا اتنا آسان نہیں۔ اس پر عمل کرنے کے لئے حیدرآباد کے صدر اعظم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے معلومات کے ذرائع کو وسیع تر بنائے اور ان معلومات سے نتائج اخذ کرنے اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے ماہرین فن کی آرا حاصل کی جائیں۔ ہم اخبار کے ذریعہ ان تفصیلات کو ظاہر نہیں کر سکتے جن پر عمل کئے بغیر یہ اہم اور نازک فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ البتہ اتنا ضرور کہہ سکتے ہیں کہ حیدرآباد کی خوش نصیبی ہے دستوری اور خارجی مسائل سے متعلق حکومت سرکار عالی کو ایک ایسی ہستی کے آزادانہ مشورے حاصل ہیں جس کے ہم پایہ افراد ہندوستان میں انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ ہماری مراد نواب علی یاور جنگ بہادر سے ہے۔ یہ امر موجب طمانیت عامہ ہے کہ حضرت بندگان اقدس اور ان کی حکومت کو اپنے معتمد امور دستوری پر کامل اعتماد ہے۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ زمانۂ جنگ کو سیاسی تعطل کا دور ہرگز نہ سمجھا جائے کیونکہ ایسا سمجھنا بڑی غلطی ہوگی۔ ہندوستان کی آئندہ دستوری تاریخ اس وقت زیر تشکیل ہے۔ اسی لئے ہم نے عرض کیا ہے کہ حکومت آصفیہ کے صدر اعظم کے لئے ان خاموش اور زیر سطح انقلابات سے باخبر رہنا ضروری ہے جو حیدرآباد کے سیاسی و معاشی مستقبل پر بالواسطہ یا بلاواسطہ اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ مجلس وزراء ایران اور مالک ہند کا ساتھ دینا کافی نہیں ہے کیونکہ حیدرآباد کا موقف بالکل مختلف و ممتاز ہے۔ ان وجوہ سے بحث کرتے ہوئے حیدرآباد کے صدر اعظم کو اپنا ایک خاص زاویہ نگاہ اور اپنی ایک خاص نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر نواب صاحب چھتاری نے اپنے باقی دو سالہ دور میں ایسی مشینری تیار کر دی تو یہ حیدرآباد کی بہت بڑی اور قابل قدر خدمت ہوگی کیونکہ ایسی کوشش کے ذریعہ ہی آئندہ بھی حیدرآباد کے سیاسی و معاشی رتبہ کو بلند کر سکتے ہیں۔

(۲) پبلک زندگی کو صحت بخش اصولوں پر نشوونما دینا بھی حکومت کے فرائض کا ایک جزو ہونا چاہئے۔ وہ حکومت اپنے فرائض سے غافل سمجھی جائے گی جو پبلک زندگی کو بے راہ روی اختیار کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہے۔ یہ الفاظ صرف مسٹر امیری ہی کی زبان کو زیب دے سکتے ہیں کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں چونکہ باہمی سمجھوتہ نہیں ہوتا اس لئے حکومت برطانیہ مجبور ہے۔ مگر حیدرآباد کے صدر اعظم کے ذہن میں اس قسم کا تصور تک نہیں آ سکتا۔ حیدرآباد میں راعی اور رعایا کا مفاد ایک ہے۔ یہ الفاظ ہم متعدد بار خود نواب صاحب چھتاری کی زبان سے سن چکے ہیں۔ اس اعتراف کا تقاضا یہ ہے کہ نواب صاحب حیدرآباد کے سیاسی اور سماجی اداروں کو ان کے اختیار کردہ مسلک پر (عام اس سے کہ وہ حیدرآباد کے لئے مفید ہے یا مضر) چھوڑ کر خاموش نہ بیٹھیں۔ اگر حیدرآباد کی حکومت رعایا کے لئے ہے جیسا کہ اس کا ادعا ہے تو وہ رعایا کے کسی ادارے یا اداروں کو کیسے اس امر کی اجازت دے سکتی ہے کہ وہ اپنے غلط مسلک سے ملک کو نقصان پہنچائیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ حکومت بھی مسائل عامہ سے متعلق عوام کو باخبر رکھ کے ایسے مکتب خیال کی داغ بیل ڈالے جس کو حکومت ملک کے اعلیٰ تر مفاد کے لئے ضروری اور مفید سمجھتی ہو۔ ہمارے اس بیان سے کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ہم حکومت کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ اپنی رائے کو پبلک اداروں پر بالجبر مسلط کرے۔ ہمارا ہرگز یہ منشا نہیں ہے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ سیاسی خلفشار میں حکومت بے تعلق تماشائی بنی نہ رہے۔ وہ مسائل حاضرہ سے متعلق اپنی غور کردہ رائے اور صحیح مواد کی اشاعت کے ذریعہ اس کی کوشش کرے کہ حیدرآباد کی پبلک زندگی صحت بخش اور معیاری طریقوں پر نشوونما پائے۔ دوسرے الفاظ میں حکومت سرکار عالی قیادت عامہ کے فرائض کو بھی اپنے فرائض میں داخل سمجھے۔ ان فرائض میں اور دیگر سرکاری فرائض میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر کی ادائی میں صرف تعلیم و تفہیم کے ذرائع استعمال کئے جائیں۔ حیدرآباد کے پبلک کارکن ملک کے دشمن نہیں ہیں۔ وہ ہر معقول بات کو قبول کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہتے ہیں۔ غیر رسمی بات چیت اور گفتگو سے بہت سی پیچیدگیاں دور ہو سکتی ہیں۔ ہندوستانی ریاستوں کے سربراہ وزراء نے عوامی لیڈروں کے جذبات صحیحہ کو ملک کی بہتری کے کام پر لگانے کی کوشش کی۔ چنانچہ سر مرزا اسماعیل، سر سی پی راما سوامی آئر، سر منو بھائی مہتا کی کامیاب وزارتوں کا راز یہی ہے

مگر حیدرآباد میں پبلک زندگی کو کسی ایسے راستہ پر لگانے کی کوشش نہیں کی گئی جو حکومت کی نظر میں ملک کی فلاح و ترقی کا ضامن ہو سکتا ہے۔ مسلمان اپنے پر چل رہے ہیں اور ہندو مختلف نام اور بھیس میں اپنے راستہ پر لگے ہوئے ہیں۔ بعض جماعتیں جو کچھ کام کر سکتی تھیں بے عمل ہیں۔ لیکن حکومت کی جانب سے ان منتشر اداروں کی کوئی رہنمائی نہیں فرمائی گئی۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ دو سال پچھلے تین سالوں سے مختلف ہوں گے۔

حکومت ایک غیر جانبدار ادارہ ہے۔ واقفیت کے لحاظ سے وہ ہر ادارہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ اگر وہ عوام کے نمائندوں کو اعتماد دیتی رہے اور مسائل عامہ سے متعلق راہ عمل دکھائے اور ان کی غلط فہمیاں رفع کرے تو ہماری پبلک زندگی کا معیار بلند ہو سکتا تھا۔ اخبارات سے متعلق بھی حکومت کے فرائض یہی ہونے چاہئیں۔ بادشاہ کا مسلک البتہ اس سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ ذات شاہانہ ہر فرقہ، طبقہ اور خود حکومت سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

(۳) معاشی میدان میں حکومت کا مسلک عملی اور صریح طور پر یہی ہونا چاہیے کہ سرمایہ داروں، زمینداروں اور جاگیرداروں کے مقابلہ میں کاشتکاروں، مزدوروں، غریب طبقوں سے حکومت قریب تر ہو۔ افسوس ہے کہ آنریبل مسٹر غلام محمد صدر المہام فینانس جیسی ترقی پسند شخصیت کی موجودگی کے باوجود حکومت نے کوئی ایسا ثبوت بہم نہیں پہنچایا جس سے یقین کیا جا سکے کہ حکومت کے نزدیک نادار طبقہ نسبتاً عزیز تر ہے۔ قانونی نظم و نسق کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کا رجحان ساہوکار اور سرمایہ دار کی موافقت میں زیادہ رہا۔ اس رجحان میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔

(۴) تعلیم کے میدان میں ہمیں نواب صاحب چھتاری سے توقع ہے کہ وہ کسی ایسی تجویز کو منظور فرمائیں گے جو اردو کی [illegible] اور اس کی [illegible] قومی حیثیت کو [illegible] ایسے [illegible] حیدرآباد کی قومیت کی صحیح خدمت ہے۔

(۵) حیدرآباد میں دو طبقے ایسے ہیں جو حکومت کی خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔ ایک طبقہ پست اقوام کا ہے اور دوسرا دیہی مسلمانوں کا۔ یہ دونوں تباہ و برباد حال، سماج کے [illegible] انسانی سطح سے گری ہوئی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ [illegible] حیدرآباد [illegible] مسلمان [illegible] دیہی مسلمانوں کی تعداد [illegible] ایسی حالت میں [illegible] پست اقوام کے ساتھ ان کو شمار کریں [illegible] حقیقت ہے۔ پست اقوام کے ساتھ اس وقت ساری دنیا کو ہمدردی ہے لیکن حیدرآباد کا دیہی مسلمان اس زبانی ہمدردی سے بھی محروم ہے۔ ان کی خدمت کس طرح کی جائے اور کون کرے یہ ایسے سوالات ہیں جنہیں نواب صاحب چھتاری کے آئندہ دو سالہ دور کا موضوع فکر بننا چاہیے۔

یہ ہیں وہ پانچ نکات جنہیں ہم نواب صاحب چھتاری کی عالیہ توسیع پر بطور ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

نواب صاحب چھتاری سے ہم اپنی آئندہ توقعات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے دور صدارت عظمیٰ کی چند خصوصیات کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ آپ کے دور میں جو کام انجام پائے ہیں ان کی تفصیلات میں گئے بغیر ہم صرف چند نمایاں کارناموں کی طرف اشارہ کریں گے جیسے انسداد رشوت ستانی، قیام قانون اصلاح زمانہ منافع کا نفاذ، [illegible] جامعہ عثمانیہ کے اعلیٰ عہدہ پر مسٹر سید محمد اعظم کا تقرر۔ یہ ایسے کارنامے ہیں جو انتظامی، معاشی اور تعلیمی نقطہ نظر سے دور رس نتائج کے حامل ہیں اور ایک خوش آئند مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

"میں سیول نافرمانی شروع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا"

اخبار نیوز کرانیکل کے نامہ نگار کو گاندھی جی کا بیان

بمبئی ۱۰ جولائی۔ [illegible] سیول نافرمانی شروع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا [illegible] کی طرف واپس نہیں لے جانا چاہتا [illegible] کانگریس کی [illegible] اگر میں چاہوں تو سیول نافرمانی [illegible] شروع [illegible] حکومت کو پریشان کروں [illegible]

[illegible] مسٹر اسٹوارٹ گلڈر [illegible] ملاقات [illegible] کی [illegible]

قومی حکومت میں اس شرط پر شرکت کرے کہ اس کو نظم و نسق کے کامل اختیارات دے جائیں گے اور جنگ کے بعد آزادی ہند کی ضمانت بھی دی جائے۔ مسٹر جناح کی رائے میں اب حکومت کو اس سے بہتر موقع حاصل نہیں [illegible] اس کو اس وقت حاصل تھا جب کہ سر اسٹفورڈ کرپس تعطل کو ختم کرنے کے لئے ہندوستان آئے تھے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس طرح حکومت ایک ایسے ہندوستان کی پوری تائید و حمایت حاصل کرے جس کا رویہ [illegible] نیم دلانہ اور تغافل شعارانہ ہے لیکن باوجود اس کے وہ جوش و خروش کے ساتھ برطانیہ کا طرفدار ہے۔

جب یہ بتایا گیا کہ [illegible] کو مجلس عاملہ کانگریس کے ارکان سے ملنے کی اجازت دینے سے پہلے اس بات کو معلوم کرنا چاہیں گے کہ [illegible] ارکان مذکور پر کس طرح اپنا اثر ڈالیں گے [illegible] نے جواب دیا کہ اس معاملے میں تاریخ اپنے کو نہیں دہرا سکتی۔ پوری صورت حال پر از سر نو نظر ڈالی جا چکی ہے۔ اس لئے میرا کام صرف یہ ہوگا کہ اراکین مجلس عاملہ سے گفتگو کر کے یہ معلوم کروں کہ ان حضرات کے خیالات [illegible] ان کے [illegible] اس سلسلہ میں رشتہ کو پھر جوڑنا چاہتا ہوں جس کو حکومت نے [illegible] توڑ دیا تھا۔ میں نے ہی سب سے پہلے گفت و شنید شروع کی اور اس کی ناکامی [illegible] اگر میں ضروری سمجھتا تو سیول مقاومت شروع کر دیتا۔ میں وائسرائے سے کہنا چاہتا ہوں اور مجھ کو امید ہے کہ میں اراکین مجلس عاملہ کے خیالات کو ان سے ملنے کے بعد ہی معلوم کر سکوں گا۔

مسٹر اسٹوارٹ گلڈر نے اس کا انکشاف کیا [illegible]

غربا میں جوار کی تقسیم بند

[illegible] نواب [illegible] صاحب گرانی اور قحط سالی کے پیش نظر [illegible] تقریباً چار [illegible] غربا میں تقسیم کرتے تھے لیکن [illegible] جوار [illegible] انکار کر دیا [illegible] تقسیم بند ہو جائے گی۔

حیدرآباد میں عام سائنس کی رفتار ترقی

ریاست کے اسکولوں میں سائنس کی تعلیم لازمی کردی گئی ہے

ہمارا زمانہ یقیناً سائنس کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ عام طور پر مانا جاتا ہے وہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس میں بنی نوع انسان کی ترقی اور انسانی زندگی کو باضابطہ بنانے میں سائنس کا بڑا حصہ ہے چنانچہ ہماری روزمرہ کی زندگی کے مختلف امور سے متعلق سائنس کا مطالعہ یا تعلیم دور حاضر کی ایک نہایت اہم ضرورت ہوگئی ہے۔ ہندوستان کے موجودہ عام تعلیمی نظام میں ایک کمی یہ ہے کہ اس میں سائنس کے مختلف شعبوں مثلاً طبیعیات کیمیا یا حیاتیات وغیرہ کی خصوصی تعلیم سے قطع نظر عام سائنس کی تعلیم کے مناسب انتظامات نہیں ہیں۔ یہ صورت حال اس نقطۂ نظر سے اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے کہ تقریباً ہر خیال کے ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ ابتدائی سائنس کی مناسب معلومات نہ صرف علمی افادیت کی بنا پر بلکہ زندگی کی بلند تر قدروں کو سمجھنے کے لئے بھی نہایت ضروری ہیں۔ اگر ہم مظاہر قدرت کے متعلق ابتدائی معلومات سے لاعلم رہیں یا لاعلم رکھے جائیں یا اگر ہمیں اس کا علم نہ ہوگا کہ قوانین قدرت کے عمل اور ان کی مختلف خصوصیات کیا ہیں تو ہماری تعلیم کسی طرح بھی مکمل نہیں کہی جا سکتی۔ عام تمدن کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ ہر فرد کو اس کائنات کے متعلق جس میں وہ رہتا ہے تھوڑا بہت علم ہو۔

تعلیم کی ہر جدید اسکیم میں ابتدائی سائنس کے مطالعہ کی اہمیت اور قیمت کو محسوس کرتے ہوئے محکمۂ تعلیمات سرکار عالی نے چھ سال پہلے ریاست کے اسکولوں میں عام سائنس کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کا فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ پر عمل کرکے حیدرآباد برطانوی ہند کے کئی ایسے صوبوں سے جہاں اب تک اسکولوں میں سائنس کی تعلیم لازمی قرار نہیں دی گئی ہے آگے بڑھ گیا ہے۔

سائنس انسپکٹر کا تقرر

اسکولوں میں عام سائنس کی تعلیم کو ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے باقاعدہ بنانے کی طرف پہلا قدم محکمہ میں ایک سائنس انسپکٹر کا تقرر کرکے اٹھایا گیا ہے۔ سائنس انسپکٹر کا کام صرف یہی نہیں ہے کہ وہ سائنس کی تعلیم کی تنظیم کرے یا اس پر نگرانی رکھے بلکہ اس کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ متعلقہ نصاب کی ترتیب، درسی کتابوں کی تیاری، اساتذہ کے انتخاب، اسکولوں میں سائنس کے آلات کی فراہمی اور سائنس کی تعلیم میں اصلاح اور بہتری پیدا کرنے کے طریقوں کے متعلق تجاویز باضابطہ سامنے رکھے۔

نصاب کی کمیٹی

سائنس انسپکٹر کے تقرر کے علاوہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بھی اس غرض سے قائم کی گئی تھی کہ وہ ایک ایسا نصاب مرتب کرے جو روزمرہ کی زندگی کی ضروریات سے مناسبت رکھتا ہو۔ چونکہ اسکول کی تعلیم سے فارغ ہونے والے طلبہ کی اکثریت اعلیٰ جماعتوں میں سائنس نہیں پڑھتے ہیں اس لئے نصاب کی ترتیب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ طالب علم کو سائنس کے تمام اہم شعبوں کی عام معلومات ہو جائیں اور یہ کہ نصاب نہ صرف ان چند طلبہ کے لئے فائدہ مند ہو جو سائنس کی اعلیٰ تعلیم جاری رکھنا چاہتے ہوں بلکہ اس سے طلبہ اور طالبات کی وہ بڑی اکثریت بھی فائدہ اٹھائے جو آگے چل کر سائنس کی تعلیم جاری نہیں رکھنا چاہتی۔ کمیٹی نے ابتدائی ثانوی جماعتوں کے لئے موضوعاتی طریقۂ تعلیم اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طریقہ میں فائدہ یہ ہے کہ کسی موضوع یا مضمون کو دلچسپ اور عام فہم بنایا جا سکتا ہے اور طلبہ مشکل فنی اصطلاحوں کے استعمال سے گھبرا نہیں جاتے ہیں۔ طالب علموں کو طبیعیات کیمیا یا حیاتیات کی تعلیم مختلف مضمونوں کی حیثیت سے نہیں دی جاتی ہے بلکہ انہیں یہ سب مضامین ایک دوسرے سے تعلق رکھنے والے اور ایسے لازم و ملزوم موضوعات کی طرح پڑھائے جاتے ہیں جن کا مظاہر قدرت اور عام زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ اعلیٰ ثانوی جماعتوں میں یہی موضوعات مختلف مضامین کی طرح پڑھائے جاتے ہیں لیکن ان جماعتوں میں بھی ان مضامین کے روزمرہ کی زندگی سے گہرے تعلق پر زور دیا جاتا ہے۔

عملی کام

تعلیم کے اس طریقے کی ایک اور نہایت اہم خصوصیت یہ ہے کہ نظری تعلیم کے ساتھ ساتھ عملی کام کو لازم قرار دیا گیا ہے جس چیز کو ذہن انسانی کی سائنٹفک روش کہا جاتا ہے اس کی نمایاں خصوصیات تجسس گہرا مطالعہ اور صحیح اندازہ ہیں۔ عملی کام کا مقصد ذہن کی اسی روش یا طریقۂ کار کو ترقی دینا ہے۔ درحقیقت سائنس کی تعلیم کا یہی وہ میدان ہے جہاں رٹنے اور نادی دونوں صورتوں میں توجہ اور خوش تدبیری یا تیز سمجھ بوجھ کی ضرورت ہے۔

تجربہ خانے

سائنس ایسا مضمون ہے جس کی تعلیم دینے کے لئے زیادہ روپیہ صرف کرنا ہوتا ہے اور عملی کام اس خرچ کو کئی گنا زیادہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسکولوں میں تجربہ خانے یا معمل تیار کرنے کے لئے محکمۂ تعلیمات کو خاص رقم صرف کرنا پڑتی ہے چنانچہ پچھلے چھ برس میں ضروری آلات کی خریدی پر ترپن ہزار روپے صرف کئے جا چکے ہیں چونکہ یہ رقم بھی ناکافی ثابت ہوئی اس لئے اس سال نئے اسکولوں میں تجربہ خانوں کی تیاری اور پرانے اسکولوں کے لئے مزید آلات خریدنے کے لئے تقریباً ستاسی ہزار روپے اور صرف کرنے کی تجویز ہے۔ تجربہ خانوں کے روزمرہ کے اخراجات کے لئے وسطانی فوقانی اور انٹرمیڈیٹ کالجوں سے متعلق فوقانی مدارس کے لئے علی الترتیب چالیس اسی اور ڈھائی سو روپے سالانہ کی رقم مقرر کی گئی ہے۔ کام میں اضافہ کے ساتھ ساتھ یہ رقمیں بھی ناکافی معلوم ہوئیں چنانچہ اب انہیں بڑھا کر علی الترتیب سو، دو سو اور پانچ سو روپے کر دینے کی تجویز ہے۔

مدرسوں کے باغ

طلبہ میں پودوں کی زندگی سے دلچسپی پیدا کرنے میں اسکولوں کے باغ بڑا مفید حصہ لے رہے ہیں جماعتوں میں عملی کام کے علاوہ طلبہ کو متعدد ٹکڑیوں میں تقسیم کرکے ان سے میدانوں اور باغوں میں مشترکہ طور پر کام لیا جاتا ہے۔

درسی کتابیں

نصاب کے مقرر ہو جانے کے بعد سب سے اہم چیز اچھی درسی کتابوں کا فراہم کرنا تھا۔ عام سائنس کے مضمون سے متعلق انگریزی یا کسی ہندوستانی زبان میں عام طور پر ملنے والی کوئی کتاب موزوں نہیں پائی گئی۔ چنانچہ ایک کمیٹی درسی کتابوں کی تیاری کے لئے مقرر کی گئی۔ اس کمیٹی نے ابتدائی ثانوی جماعتوں کے لئے جو تین درسی کتابیں مرتب کی ہیں ان کو غالباً اردو زبان میں اپنے موضوع پر بہترین کتابیں کہا جا سکتا ہے۔

اساتذہ

عام سائنس کی تعلیم دینے کے لئے درحقیقت قابل اساتذہ کا حاصل کرنا بھی ایک دشوار مسئلہ تھا۔ ہمارے نظام تعلیم میں عام سائنس کی جانب سے ہمیشہ بے توجہی برتی جاتی رہی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سائنس کے گریجویٹ بھی عام سائنس پڑھانے میں مشکل محسوس کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ یا طبیعیات و کیمیا یا حیاتیات و علم حیوانات کے مضامین کا خصوصی مطالعہ کرتے ہیں۔

چونکہ ہمارے اسکولوں کے نصاب سائنس میں سائنس کے تمام اہم شعبوں مثلاً طبیعیات کیمیا حیاتیات علم حیوانات فلکیات علم طبقات الارض اور عضویات کی ابتدائی اور ضروری معلومات شامل ہیں اس لئے ہماری جامعات کے طیلسانین سائنس عام سائنس پڑھانے کے لئے عموماً زیادہ موزوں نہیں ہیں۔ اس صورت میں چارہ کار صرف یہی رہ گیا کہ سائنس کے اساتذہ کے لئے اعادی نصاب شروع کئے جائیں۔ ان نصابوں کو حالات کے موافق جلد سے جلد شروع کر دینے کی تجویز ہے اور امید کی جاتی ہے کہ چند ماہ کی باقاعدہ تربیت کے بعد یہ اساتذہ اپنا کام ٹھیک طور پر انجام دینے لگیں گے۔

سائنس کی تعلیم سے متعلق دوسری سرگرمیاں

عملی معلومات حاصل کرنے کے لئے درسی کتابوں اور

(بقیہ صفحہ ۹)

وائسرائے کے جواب پر گاندھی جی کی تقریر

اور اس کے مضمرات

گاندھی جی نے رواداری کی گفتگو کے بعد جو نازک تقریر کی جو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ اس تقریر میں انہوں نے بہت کچھ کہا اور صراحت سے اس نے مختلف پہلوؤں پر غور کیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ تقریر گاندھی جی کی سیاسی پالیسی کو ظاہر کرتی ہے۔ اگر وائسرائے ملاقات سے انکار نہ کرتے تو شاید گاندھی جی یہ تقریر نہ کرتے۔ اس تقریر میں وائسرائے کو جواب دیا گیا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حکومت ہند کا رد عمل کیا ہے۔ یہاں اس تقریر کا تجزیہ کر کے اس کے مضمرات پر غور کیا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہندوستان کے سیاسی مستقبل سے متعلق گاندھی جی کا اس وقت کیا نقطۂ نظر ہے۔

مختلف تعبیریں

اس تقریر کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گاندھی جی نے کانگریس کی مدد کی۔ اس تقریر میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے اقدام کا ارادہ ظاہر ہوتا ہے اور بعض سمجھتے ہیں کہ یہ مصالحت کی طرف ایک قدم ہے۔ سوال یہ ہے کہ آخر گاندھی جی اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں اور حکومت کا خیال کیا ہے۔ گاندھی جی نے اب تک اس کی وضاحت نہیں کی اور حکومت خاموش ہے۔ ہم نے اس تقریر کا تجزیہ کر کے دکھانا چاہا ہے کہ اس کے مضمرات کیا ہیں۔

یہ تقریر گاندھی جی کی ملاقات کی درخواست پر وائسرائے کے جواب سے پیدا ہوئی تھی جس میں وائسرائے نے اس بنا پر گاندھی جی سے ملاقات کرنے سے انکار کیا تھا کہ ہم نے تشدد کی بنیادی ذمہ داری ان پر ڈالی ہے۔ تاہم انہوں نے یقین دلایا کہ وہ بھی گاندھی جی کی ان تحریکات پر جو وہ کریں گے غور کرنے کے آمادہ ہیں۔ اس طرح وائسرائے نے دروازہ کھلا رکھا۔ پس گاندھی جی کی اس تقریر پر غور کرتے وقت دو امور کو نظر میں رکھنا ہے۔ ایک تو یہ کہ وائسرائے کا ملاقات سے انکار اور دوسرے حکومت کی پالیسی پر غور کرنے کی آمادگی۔

بنیادی مطالبہ

اس تقریر میں ان دونوں امور کا جواب دیا گیا ہے۔ اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ ہم ہر قسم کے تشدد سے نفرت کرتے ہیں اور ہم اپنے مقصد اور ذرائع کو صاف بتانا چاہتے ہیں۔ گاندھی جی نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ وائسرائے کا جواب ان کے مقصد سے بنیادی تعلق نہیں رکھتا۔ گاندھی جی کا اس پر اصرار ہے کہ موجودہ اور آئندہ مسائل کا حل صرف قومی حکومت کی تشکیل سے ہو سکتا ہے۔ اس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہ گاندھی جی جنگ کے زمانے میں غیر جانبدار نہیں رہ سکتے [illegible]

بہر اختیار اس عمل کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ حقیقی سیاسی اقتدار برطانیہ کے ہاتھ سے ہندوستان کو منتقل ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے وہ تکالیف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔

اگرچہ گاندھی جی اپنے بنیادی مطالبہ پر قائم ہیں لیکن ان کی تعبیرات اور طریقہ کار میں تبدیلی ہوئی ہے۔ حکومت کے مطالبات کو قبول کرنے پر آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔ مختصر یہ کہ حکومت کی خواہش تھی کہ وہ تشدد سے بے تعلقی کا اظہار کریں اور ان واقعات پر نفرت کا اظہار کریں اور یہ ضمانت دی جائے کہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔ گاندھی جی کی تقریر میں ان دونوں امور کا جواب موجود ہے۔

مستقبل کے لئے ضمانت

گاندھی جی نے ہر اس چیز کی مذمت کی جو منافقت اور تشدد کے رو سے بری ہے اور عدم تشدد کے نظریہ پر اپنے ایقان کا اعادہ کیا۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے پیروؤں کی آئندہ کے لئے رہنمائی کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں گاندھی جی تشدد کی کسی صورت میں بھی تائید نہیں کریں گے۔ [illegible]

یہ تقریر ان کے پر تشدد افعال کی مذمت کرتے ہیں۔ گاندھی جی نے اعتراف کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہ اپنے ذہن کو مانوس کرنا نہیں چاہتے۔ اور دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ غیر جانبدارانہ تحقیقات کے ذریعہ تحقیقات کے طالب ہیں۔ وہ دست بردار ہونا چاہتے ہیں کیونکہ وہ جزوی واقعات کی تحقیقات کے بجائے صورت حال پر بحیثیت مجموعی تبصرہ کرنے پر مصر ہیں۔ بہر حال اہم نقطہ یہ ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کو صاف طور پر یہ ہدایت دیتے رہے ہیں کہ وہ تشدد کا کوئی مظاہرہ نہ کریں۔

قرارداد اگست کا انجام

حکومت نے دوسرا مطالبہ یہ کیا تھا کہ وہ سول نافرمانی سے دست بردار ہوں۔ گاندھی جی کی تقریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ بالواسطہ طور پر اس امر کی بحث پر آمادہ ہیں۔ انھوں نے اعلان کیا ہے کہ سول نافرمانی کی تحریک آغاز کرنے کا انہیں اب کوئی اختیار نہیں ہے اور وہ ایسا کوئی قدم نہیں کریں گے جس کا انہیں اختیار ہی نہیں ہے۔ قرارداد اگست کے ذریعہ جو اختیار انہیں دیا گیا تھا وہ خاص حالات کے تحت تھا جو اب باقی نہیں رہے۔ ان کا استدلال ہے کہ وہ اختیار ان کی گرفتاری کے بعد موجودہ حالات کے ساتھ ختم ہو گیا۔ اس بیان میں

ستیہ گرہی ضابطہ اخلاق کی پیچیدگیاں اور قانونی موشگافیاں زیادہ درست نہیں رکھتیں بلکہ اس کا سیاسی پہلو بہت اہم ہے۔ اس کی عملی اہمیت یہ ہے کہ ایک ستیہ گرہی کی حیثیت سے یا قانونی تعبیرات کا احترام کرتے ہوئے گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ وہ قرارداد اگست کے مطابق سول نافرمانی کی مہم شروع کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اس طرح سے قرارداد اگست کا یہ مقصد بے اثر ہو چکا ہے۔ گاندھی جی نے سیاسی حل کے لئے اس جو چیز لازمی تھی اس کو ختم کر دیا ہے۔

جرمن سخت مقاومت کر رہے ہیں

لندن ۱۳ جولائی۔ اتحادیوں کی مسلسل پیش قدمی کے مقابلہ میں جرمنی افواج آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے جا رہی ہیں۔ اتحادیوں کی فتوحات کم ہو رہی ہیں لیکن پیش قدمی بھی ہو رہی ہے۔ جاپانیوں کی مزاحمت سے حلقوں کو معلوم ہوا کہ جرمنوں کو بہت ہی نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ جرمنوں نے زبردست جوابی حملے کئے اور کیسن کے علاقہ میں شدید جنگ ہو رہی ہے۔ امریکی افواج بہت سے مقامات پر آگے بڑھ رہی ہیں۔ بیلجیم کے شمال اور شمال مشرق میں امریکی فوجیں آگے بڑھ کر میدان جنگ سے متجاوز ہو رہی ہیں۔ تازہ اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ امریکیوں نے اپنے سابقہ مقام سے شمال مشرق میں ڈیڑھ میل اور شمال میں دو میل کی فتح حاصل کی ہے۔ شہر اور دیگر علاقوں تک تیزی سے آگے بڑھنے کا اقدام جاری رکھا ہے۔

روس کی پریشانی

مشرقی محاذ میں روس اس کوشش میں مصروف ہے کہ دریائے اور پر جرمنی مورچوں پر حملے کریں اور اس اور ان کے دیگر افواج پر دباؤ کی تعداد بڑھا رہے ہیں۔ ہم نے ان کی کوشش کی اور روسیوں کا دفاع میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں۔ تین دنوں میں دشمن کی تیزی سے تباہ کر دیا گیا۔ روس اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ اگر جرمن مشرقی محاذ میں ایک بار پھر جم جائیں گے تو اتحادیوں کے لئے پیش قدمی اور نئے ہتھیاروں سے مقابلہ کرنا مشکل ہوگا اور اگر ایسا ہو تو اتحادیوں کے اقدامات کیا کچھ اتنی سست ہو جائیں گی کہ ان کا مقابلہ آسان نہ ہوگا اور مقاومت بہت مشکل ہوگی۔

اسٹاک ہوم ریڈیو کے بیان میں کہا گیا ہے کہ لوگ جرمنوں کے اہم ٹھکانوں پر حملے کرنے میں مصروف ہیں اور شمالی فرانس میں نقصان ہوا ہے اور بہت سے ہوائی جہاز اور بڑی تعداد میں فوجی نقصان کے ساتھ واپس ہو گئی۔

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ملک کی سیاست پر غور و فکر کا معیار صرف وزارتیں، عہدے اور انتخابات ہیں۔ لیکن کوئی نہیں دیکھتا کہ وزارتیں بھول اور مغلوبیت ہیں عہدے صرف کھلونے ہیں جن سے ضدی اور بیوقوف بچے بہلائے جاتے ہیں اور انتخابات ایک قسم کی آنکھ مچولی ہے!! اب لیڈران عظام کو کون سمجھائے کہ وہ ان بیہودہ سے ۔۔ الی حاصل کر کے سیاست کے وسیع میدانوں کی طرف دیکھو اور قومی وقار کا کوئی صحیح جذبہ پیدا کرو اور قوموں کی فرست نفس کے تحقیقی معیار کو سمجھو اور بعض کھلونوں کی خاطر لڑنے جھگڑنے میں اپنے کو بچوں کا تماشہ بناؤ۔ صوبہ جات متحدہ میں آجکل اسی قسم کا ایک تماشہ ہو رہا ہے۔ (پیام)

مسٹر راجگوپال چاری اور مسٹر جناح کی مراسلت کو پڑھ کر جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے ہمارے ایک دوست یہ شعر گنگنانے لگے۔ ؎

راہ طلب میں ہم سا وارفتہ کون ہوگا
منزل پہ بھی پہنچ کر منزل کو ڈھونڈتے ہیں

طیلسانین عثمانیہ کی سالانہ کانفرنس پر تبصرہ کرتے ہوئے "ترجمان ملت" تحریر کرتا ہے کہ :-

"ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے اس طیلسانی طبقہ نے عوام الناس کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے کے لئے کیا کیا ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر وہ توجہ کرے تو یہ مقصد بڑی حد تک پورا ہو سکتا ہے"

طیلسانین سے متعلق جو توقع ظاہر کی گئی ہے وہ اپنی جگہ درست ہے۔ البتہ اگر بعض غیر طیلسانی افراد کے کارنامے معلوم کرنا ہو تو مقامی اخبارات کی اُن فائلوں کا مطالعہ کیجئے جن میں ۔۔

جلسہ ہائے عام میں ہڑبونگ مچانا
کالی جھنڈیوں کا مظاہرہ کرنا
گدھوں کو جھول پہنانا
منتخب صدر کا جنازہ نکلوانا
اپنی ذات کو انجمن طلبائے قدیم سمجھنا
اپنے احباب کو پوری قوم سے تعبیر کرنا
اپنی کج بحثی سے مجلس بلدیہ کو برخاست کرانا
اپنی ابن الوقتی کو مفاد ملت قرار دینا
اور اسی قبیل کے دیگر واقعات درج ہیں۔

مسٹر اے ۔بی۔ اسکاٹ کنٹرولر آر ۔پی۔ کلکتہ کی رخصت پر روانگی کے موقع پر ایک وداعیہ عصرانہ ترتیب دیا گیا جس میں شہر کے ممتاز حضرات بھی مدعو تھے۔ (ایک اخباری اطلاع)

جہاں ہمارا شہر بھوکا مر رہا ہو ممتاز شہریوں کو عصرانہ پر مدعو کرنا اس وقت تعجب خیز ہوتا جبکہ لے آر۔پی کنٹرولر افسر راشن بندی نہ بھی ہوتا۔ اب معلوم ہوا کہ ایک شخص کو وداعیہ دینے میں کیا نقص ہے۔

حکومت بنگال کے اعلامیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر کلکتہ میں چیچک اور ملیریا سے اموات واقع ہو رہی ہیں۔ (ایک خبر)

ابھی فاقوں سے نجات ملی ہی نہ تھی کہ چیچک اور ملیریا آ پہونچے۔ خدا نہ کرے کہ اس کے بعد ڈاکٹر فیوراونڈ کا دور شروع ہو۔ کیا ہر بلدیہ کے حلقے آفیسر ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

حکومت بنگال نے مسٹر شہاب الدین کی ایک تجویز کو منظور کر لیا جس کے مطابق قانون بیوگان نافذ ہوگا اور حکومت کی جانب سے ایک بیوہ خانہ قائم کیا جائے گا جس میں غریب بیوگان کو رکھا جائے گا۔ (ایک خبر)

حکومت بنگال قابل مبارکباد ہے۔ حالیہ فاقہ کشی میں جو عورتیں بیوہ ہوئی ہیں اُن کے لئے اس سے بہتر کیا انتظام ہو سکتا تھا۔

وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

ایک دوست نے ہم سے دریافت کیا کہ کل ہند اردو کانگریس اور کل ہند قانون کانفرنس میں جو معزز مہمان باہر سے حیدرآباد آ رہے ہیں انہیں کیا کیا چیزیں دکھانی چاہئیں۔

ہم نے یہ مشورہ دیا کہ ان معزز مہمانوں کو گنتا میں بٹھا کر چتلی باؤلی اور چادر گھاٹ کے پل کی درمیانی سڑک پر جو رنگ محل روڈ کے نام سے موسوم ہے ضرور لے جانا چاہئے۔ مسجد پرونل کی نہاری، تیلیل ہوٹل میں پیچ اور کاوے خاص کی چائے اور سیمین ریسٹورنٹ میں ڈنر کے بعد ایسی نہیں نشاط سینما ضرور دکھانا چاہئے۔ کم از کم اتنی تواضع کے بعد معزز مہمان ہمارے محکمہ بلدیہ کے وجود کی اہمیت کو ضرور سمجھ جائیں گے۔

حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ لاہور میں راشن بندی ملتوی ہو گئی۔ جب سے راشن بندی کے اجرا کا فیصلہ ہوا ہے حکومت پنجاب اب تک پانچ مرتبہ راشن بندی ملتوی کر چکی ہے۔ (ایک خبر)

ذخیرہ بازوں کی جے

"تعلیم یافتہ طبقہ کے فرائض" کے عنوان کے تحت معاصر "رعیت" لکھتا ہے کہ :-

"ہمارے یہاں ہندوستان میں تو یہ حال ہے کہ عوام الناس اور تعلیم یافتہ طبقہ میں کوئی ربط نہیں۔ اگر عوام الناس تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنے سے جدا خیال کرتے ہیں تو تعلیم یافتہ طبقہ عوام الناس سے بالکل الگ رہتا ہے۔ یہاں تو دو الگ دنیائیں بستی ہیں ایک جاہل عوام الناس کی اور دوسری تعلیم یافتہ طبقہ کی۔ ان حالات میں کس طرح توقع کی جا سکتی ہے کہ تعلیم یافتہ طبقہ ملک کی صحیح رہنمائی کرے"

عوام الناس اور تعلیم یافتہ طبقہ میں اتنی بڑی خلیج حائل ہونے کے باوجود ہر لیڈر کا یہ ادعا ہے کہ وہ عوام الناس کی صحیح رہنمائی کر رہا ہے۔ ہمارے یہاں حیدرآباد میں عوام الناس اَن پڑھ ہونے کے باوجود ذمہ داران حکومت اور اس کے معتمدات کو اپنے لیڈروں سے کچھ زیادہ ہی سمجھتے ہیں۔ کس قدر خوش نصیب ہے یہ ملک!

منسک کی فتح نے برلن کی راہیں کھول دیں

سرخ فوج نے جمہوریہ سفید روس کے دار السلطنت منسک کو اور اسی کے ساتھ بابرونسک اور پولوٹسک کو آزاد کرا لیا ہے۔ یہ شہر پورے تین سال کے بعد نازیوں کے پنجے سے نکلے ہیں۔ منسک کی لڑائی میں جرمنی فوجوں کو ایسی شرمناک شکست کا سامنا دیکھنا پڑا جس نے استالن گراڈ کے معرکہ کی یاد ایک بار پھر تازہ کر دی۔ منسک کی لڑائی کی جو تفصیلات آ رہی ہیں ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ نازیوں کے قدم اکھڑ چکے ہیں ان میں بھگدڑ مچ گئی ہے۔ ان کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ ان کی قوت مقابلہ نے جواب دے دیا ہے۔ ان پر شدید قسم کی شکست خوردگی کا غلبہ ہے اور اب ان میں گھبراہٹ، انتشار اور بد نظمی جیسی مہلک بیماریاں سرایت کر گئی ہیں۔ چنانچہ رائٹر کا نامہ نگار روسی مورچے سے لکھتا ہے کہ "سرخ فوج کے حملوں سے بدحواس ہو کر جرمن سپاہی پورے کے پورے ہتھیار رکھتے جاتے ہیں۔ استالن گراڈ کے بعد ایسے مناظر کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے سڑکوں کے کنارے اور چوراہوں پر جرمن سپاہی ہتھیار پھینک کر سرخ فوج کے انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ سرخ فوج کے سپاہی انہیں کاغذ کے ٹکڑوں پر قیدیوں کے کیمپوں کا پتہ لکھ کر دیتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں۔ جرمن قیدیوں کی لمبی لمبی قطاریں بغیر پہرے داروں کے کیمپوں کو جاتی دکھائی دیتی ہیں۔ بھاگتے وقت جرمن سپاہیوں نے جو ہتھیار راستے میں پھینک دیے تھے روسی کسانوں نے وہ ہتھیار اٹھا لئے اور جنگلوں اور دلدلوں کے کنارے چھپے ہوئے جرمن سپاہیوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ نازیوں کی یہ شکست دنیا کی تاریخ میں آپ اپنی مثال ہے۔

سرخ فوج کے گرمائی حملے کو ابھی کل دس دن ہوئے ہیں۔ اس درمیان میں اس نے ۵۰۰ میل کا فاصلہ طے کیا ہے ۳۰ ہزار مربع میل علاقے کو نازیوں سے آزاد کرا لیا ہے صرف مارشل راکوسوسکی کی تیسری بیلو رشین فوج نے ۵۰ ہزار جرمنی سپاہی قید کئے ہیں۔ پچھلے ہفتے مورچے پر کم از کم سوا لاکھ نازی گرفتار ہوئے ہیں۔ صرف بابرونسک اور وٹیبسک میں دس نازی ڈویژن ہلاک اور گرفتار ہوئے۔

روسی سرحد تک منسک نازیوں کی آخری جائے پناہ تھا۔ دو گھنٹے کے اندر اس پر سرخ جھنڈا لہرانے لگا۔ منسک کی آزادی سے جنگ کا نیا دور شروع ہو گیا ہے اور وسط بالٹک کی ریاستوں کی آزادی کا دور۔ اسی کے ساتھ نازیوں کو اب مشرقی جرمنی پر حملے کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔ ادھر مارشل راکوسوسکی اور جنرل چرنیاخوسکی کی فوجیں بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ انہوں نے منسک کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے وہ لیتھوانیا کے مشہور ریلوے جنکشن ڈونسک سے صرف پچاس میل اور ولنا سے ساٹھ میل کے فاصلے پر ہیں۔ تیسری فوج بارانووچی کی طرف بڑھ رہی ہے جہاں سے مشرقی جرمنی کی راہیں کھلتی ہیں۔

فن لینڈ کے مورچے پر بھی سرخ فوج جھیل اونیگا اور جھیل لاڈوگا کے درمیان کافی آگے بڑھ گئی ہے۔ اس نے کریلو فنش جمہوریہ کے دار السلطنت کو آزاد کر لیا ہے اور پوری طاقت سے نیا حملہ شروع کر دیا ہے۔ فن لینڈ میں دشمنوں کی حالت اتنی خراب ہے کہ فان ربن تراپ جرمن وزیر خارجہ کو فن لینڈ جانا پڑا۔ اس نے جرمن فوجوں کو فن لینڈ کے دار السلطنت ہیلسنکی میں داخل ہونے کا حکم دیا اس پر فنش سوشل ڈیموکریٹک پارٹی اور سیلیس پارٹی کے وزیروں نے خفا ہو کر استعفیٰ دے دیا۔ اس چیز نے یہ حقیقت اور واضح کر دی کہ فن لینڈ کی حکومت نازیوں کی ایجنٹ ہے اور ہٹلر کا حکم بجا لاتی ہے۔

مغربی فرانس میں اتحادی فوجوں کی رفتار بہت سست ہے مگر وہ برابر بڑھ رہی ہیں۔ امریکی فوجوں نے شربورگ کے علاقے کو نازیوں سے بالکل پاک کر دیا ہے۔ اب طلب کے قریب کان، تنیاں سے کوتن تک لڑائی ہو رہی ہے اور کناڈا اور برطانیہ کی فوجیں کوتن کے بالکل قریب پہنچ گئی ہیں۔

انہی شکستوں سے گھبرا کر جرمنی کے وزیر پروپیگنڈا گوئبلز نے اس ہفتے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر لڑ رہے ہیں تو یہ خالی خولی لفاظی نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے۔

اسی کے ساتھ جرمنی کی اندرونی حالت بھی خراب ہوتی جا رہی ہے۔ ہر اس ملک میں جسے نازیوں نے غلامی کی زنجیر پہنا رکھی تھی نجات اور انقلاب کا پرچم بلند ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس ہفتے نازیوں نے ڈنمارک پر فوجی قبضہ کر لیا اس سے وہاں کے مزدوروں میں آگ لگ گئی کوپن ہیگن کے چار لاکھ مزدوروں نے مکمل ہڑتال کر دی۔ یہ یورپ کے مزدوروں کی پہلی منظم ہڑتال ہے جو آنے والے واقعات کی تمہید ہے۔

پورے ملک کی غذا غیر متوازن ہے مشاورتی کمیٹی کا تقرر

یہ سب جانتے ہیں کہ کمزور شخص بمقابلہ صحت مند کے جلد بیماری کی زد میں آ جاتا ہے لیکن یہ شاید سب کو معلوم نہیں کہ انسانی جسم میں بیماری سے لڑنے کی خوبیاں صحیح غذا کھانے سے پیدا کی جا سکتی ہیں۔ مختلف ممالک میں انسان اور بچوں کے علاوہ حیوانوں پر وسیع تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہو سکا کہ صحیح غذا کا سہارا کیا ہے۔ ان تحقیقاتوں کی بنا پر اب یہ ممکن ہو گیا کہ کسی عام انسان کے لئے عام خورد و نوش کی چیزوں پر مشتمل صحیح غذا کا مناسب اندازہ لگایا جا سکے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں ۱۹۴۰ء سے ایک ہمہ وقتی ماہر فن کے تحت اغذیہ سے متعلق جو تحقیق جاری ہے اس سے یہ پتہ چلا ہے کہ ریاست حیدرآباد کی تقریباً جملہ آبادی انتخاب کی وجہ سے غیر متوازن خوراک کھاتی ہے۔ اس کی وجہ اکثر بد قسمتی مختلف غذاؤں کی غذائیت سے متعلق لاعلمی اور بعض دفعہ بعض اجناس خوردنی کی پیداوار کی ہیئات ہے اس لئے محکمہ صحت عامہ سرکار عالی اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ اس مملکت کی رعایا کی خوراک کی عادتوں کو بہتر بنانے کے لئے یہ امر نہایت اہم ہے کہ اغذیہ کے متعلق کاشتکاروں اور پیدا کرنے والوں کے درمیان قریبی تعلق قائم کیا جائے اس کا نصب العین یہ ہے کہ مملکت کے تمام باشندوں کے لئے بلا لحاظ آمدنی صحیح غذا بہم پہنچائی جائے۔ مذکورہ بالا مقاصد حاصل کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے محکمہ صحت عامہ کی تحریک پر ایک غذا کی مشاورتی کمیٹی قائم کی ہے جو اس موضوع سے متعلق مختلف مفاد کے ۱۱ اراکین پر مشتمل ہے جس کے صدر آنریبل صدر المہام بہادر مال اور اعزازی معتمد محکمہ افسر ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کمیٹی کے غور و فکر سے جو امور تصفیہ پائیں گے وہ اغذیاتی مسائل ... کرتے ہیں جو کہ مفاد

صنعتی تعلیم کی اسکیم

ٹیلسانین عثمانیہ کی کانفرنس میں نواب صدر اعظم بہادر کی تقریر

انجمن ٹیلسانین عثمانیہ کی [illegible] سالانہ کانفرنس کا افتتاح فرماتے ہوئے نواب صدر اعظم بہادر نے جو تقریر فرمائی اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس میں صنعتی ترقی اور صنعتی تعلیم کی [illegible] پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کانفرنس سے فائدہ اٹھا کر میں [illegible] آپ کے ملک کی صنعت و حرفت سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ [illegible] تعلیم کی ایک اہم [illegible] ہے جس کی جانب توجہ [illegible] تعلیم کی جانب [illegible] آپ کی [illegible] کے وجود [illegible] معاشی [illegible] حضرت [illegible] کی شکل میں [illegible] آتی ہے [illegible] حیدرآباد بھی [illegible] اور دستکاری کے بہترین نمونوں سے خالی نہیں [illegible] دہلی اور لکھنؤ [illegible] مقامات کی شہرت [illegible] دستکاری [illegible] لیکن حیدرآباد [illegible] اور [illegible] سال [illegible] صنعتوں [illegible] کی [illegible] حالت [illegible] حکومت [illegible] ان صنعتوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دے کہ ملک میں اور بیرون ملک مقبول بنایا جائے تاکہ اس طرح بھی حیدرآباد ہندوستان کی صنعتی ترقی میں اپنے شایان شان حصہ لے سکے۔ ملکی مصنوعات کی ترقی [illegible] احساس ہے [illegible] جس طرح مصنوعات ملکی کی ایک سرکاری دکان حیدرآباد میں قائم ہے اسی طرح کی دوکانیں بمبئی، دہلی اور ہندوستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی قائم کی جائیں۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک طرف بیرون ملک کے لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ حیدرآباد کی مصنوعات کیا ہیں اور دوسری طرف ان کے خریدار ہونے سے

صناع اور کاریگروں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ ملک کی صنعتی ترقی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں گے۔ [illegible] صنعت و حرفت کے [illegible] کہ ہم اس خیال کو عملی جامہ پہنانے [illegible] ہو سکیں گے۔ اس سلسلہ میں غالباً آپ حضرات کو معلوم ہے کہ [illegible] جب میں [illegible] تھا تو [illegible] مصنوعات کی [illegible] نمائش [illegible] ترتیب دی گئی تھی، اور یہاں کی مصنوعات لوگوں میں اس درجہ مقبول ہوئیں کہ ہمارے اسکول آف آرٹس اینڈ کرافٹس کے [illegible] لوگوں کی فرمائشیں پوری کرنا دشوار ہوگیا۔ صنعتی ترقی [illegible] جب بڑی [illegible] کارخانہ قائم [illegible] مصنوعات [illegible] زیادہ سے زیادہ مقامات پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں پھیلایا جا سکے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے میں آپ حضرات سے پورے تعاون کا خواہشمند ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ ان صنعتوں کو زندہ رکھنے میں مدد دیں گے اور جہاں کہیں بھی ہوں آپ کی کوشش ہوگی کہ ان صنعتوں کو ترقی دے سکیں۔

[illegible] کی توجہ [illegible] ملک کی صنعتی ترقی کی کوششوں کو یاد [illegible] حیدرآباد دوسرے اقطاع ہند کے مقابلہ میں صنعتی اعتبار سے [illegible] اس زمانہ میں [illegible] صنعتی ترقی ہوئی وہ ناقابل [illegible] گذشتہ [illegible] سال [illegible] کے ذریعہ [illegible] صنعتوں کو امداد دی گئی [illegible] کی بدولت [illegible] ملک میں تیار ہونے لگی ہیں [illegible] حکومت سرکار عالی کی تمام تر توجہ [illegible] ملک میں صنعتی

مدارس کا قیام ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ [illegible] صنعتی تعلیم کے لئے تین لاکھ [illegible] روپیہ [illegible] منظور کیا گیا تھا اب [illegible] روپیہ صرف ہوا ہے [illegible] صنعتی [illegible] اسکولوں کے [illegible] مشتمل ہے جس میں دو مدرسے لڑکوں کے لئے مخصوص ہوں گے اور دو لڑکیوں کے لئے۔ ایک زراعتی وسطانی اسکول ہوگا اور ایک مرکزی مدرسہ حرفت۔ ان کے علاوہ اس اسکیم میں صنعتی مدارس بھی شامل ہیں جن میں چار لڑکوں کے لئے مخصوص ہوں گے اور چار لڑکیوں کے لئے رہیں گے بلکہ اس نئی اسکیم میں موجودہ صنعتی مدارس اور مرکزی مدرسہ صنعت و حرفت بھی شامل ہیں جن کی توسیع و تعلیم عمل میں آ رہی ہے۔ اس منظور شدہ رقم سے [illegible] صنعتی [illegible] کو مجوزہ معیار کے مطابق [illegible] جائے گا۔

[illegible] کے [illegible] حکومت سرکار عالی [illegible] تعلیم کی [illegible] اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے [illegible] روپیہ صنعتی تعلیم کے لئے مختص کیا جائے جسے حسب ذیل مدوں پر صرف کیا جائے گا۔

(الف) [illegible] ٹیکنیکل کالج اور [illegible] صنعتی مدارس کی تنظیم مزید۔

(ب) مرکزی مدرسہ حرفت کی توسیع [illegible] حیدرآباد [illegible] نظام آباد میں جدید صنعتی [illegible] اسکولوں [illegible] حیدرآباد [illegible] نظام آباد [illegible] مدارس کا قیام [illegible] اور [illegible] مدارس [illegible] لڑکیوں کے لئے صنعتی مدارس کھولے جائیں [illegible] زراعتی وسطانی اسکول کو توسیع دی جائے [illegible] صنعتی تعلیم کا انتظام کیا جائے [illegible] نظام آباد میں زراعتی [illegible] اسکول [illegible] قائم کئے جائیں [illegible] لایا جائے تو صحیح معلومات فراہم کر کے [illegible] کی راہ نمائی کر سکے۔ یہ ایک [illegible] اس کو عملی جامہ پہنایا [illegible] یقین ہے کہ ملک میں صنعت و حرفت کا ایک جال بچھایا جا سکے گا۔

تعلیم کے بعد [illegible] سال کے دو حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے [illegible] کرنے کے لئے روپیہ آسانی سے فراہم ہو سکے [illegible] یہاں [illegible] صنعتی تعلیم [illegible] صنعتی تعلیم پر صرف [illegible] اس کے علاوہ [illegible] سال [illegible]

والی تجاویز پایۂ تکمیل کو پہنچ جائیں گی بلکہ نگرانی اور حصول دونگاروں کے اداروں کے قیام کی بدولت انتظامی حیثیت سے تعلیم کی دیکھ بھال کے کاموں میں مزید وسعت پیدا کی جا سکے گی۔ اس کے علاوہ اس دو سال کے لئے کچھ اور تجاویز بھی زیر غور ہیں جن میں (

ملکت کے پانچ منتخب اضلاع میں زراعتی کالجوں کا قیام اورنگ آباد اور ورنگل میں لڑکیوں کے لئے صنعتی مدارس حیدرآباد میں لڑکیوں کے لئے ایک ٹکنیکل کالج کا اجرا اور لڑکیوں کے لئے دو ہائی اسکولوں اور لڑکیوں کے لئے تین صنعتی مدارس کی تنظیم شامل ہے۔

حضرات! صنعتی تعلیم کے اس پہلو سے قطع نظر حکومت سرکار عالی اس جانب بھی متوجہ ہے کہ مملکت میں سستی برقی قوت پیدا کی جائے۔ برقی قوت پیدا کرنے کی ایک چھوٹی مشین نظام ساگر پر بھی لگنے کا خیال ہے لیکن ہماری اصل تجویز تنگبھدرا سے متعلق ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ بیس سال کا پرانا تصفیہ جو مدراس اور ہمارے درمیان چل رہا تھا اب طے ہونے کے قریب ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو تجاویز کہ حال ہی میں مدراس اور حکومت سرکار عالی کے نمائندوں کے درمیان طے ہوئی ہیں وہ ہر دو حکومتوں کی منظوری کے بعد مکمل ہو جائیں گی۔ حکومت سرکار عالی ریلوے لائن کو مزید وسعت دینے۔ انٹی ڈرو انگ کی اسکیم۔ تیل کے بڑے بڑے کارخانے اور (

بنانے کی تجاویز پر بھی غور کر رہی ہے۔ جن کی تکمیل جنگ کے بعد ہی ہو سکے گی۔ آپ کے لئے یہ امر بھی یقیناً باعث مسرت ہوگا کہ حکومت سرکار عالی بھی ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے روپیہ کی فراہمی میں مصروف ہے اور اس سلسلہ میں سال گذشتہ کا قرضہ جو ۲½ فیصد کی شرح سے لے لیا گیا۔ اسے ایسے ہی کاموں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ حکومت اس طرح اپنے فرائض کی انجام دہی سے غافل نہیں ہے اور اس کے پیش نظر ملک کی معاشی ترقی و تعلیم کا ایک دلچسپ لائحہ عمل ہے جسے وہ جلد سے جلد عملی جامہ پہنانا چاہتی ہے۔ اب یہ آپ حضرات کا کام ہے کہ ملک کے نوجوانوں کو اس کی ترغیب دیں کہ وہ ٹکنیکل کالج اور دوسرے صنعتی مدارس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں اور اپنے آپ کو (

ان کے لئے تیار کریں اور اس طرح صرف اپنے ذرائع و وسائل زندگی پیدا کریں بلکہ حیدرآباد کی معاشی آزادی اور صنعتی استحکام کے حصول میں بھی حصہ لیں۔ ہمارے ہاں بلدہ حیدرآباد میں علاوہ ٹکنیکل کالج کے ریلوے کے زیر نگرانی (　　　) کو بھی تیار کیا جا رہا ہے۔ ان چیزوں سے (　　) میں کو یہ بھی خواہش ہے کہ ہمارے نوجوان آئندہ سائنٹفک فنی تعلیم کی جانب متوجہ ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس مقصد کے حصول میں آپ بڑی مدد دے سکتے ہیں۔ میرے جو کچھ عرض کیا ہے اس سے میرا یہ منشا نہیں کہ میں سے نوجوان کسی تعلیم پانے کا ... تو وہ بیکار رہیں ... اپنی تعلیم ...

اعلان

محکمۂ صدر ناظم اوقات سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۵۲)　　　واقع ۱۰ امرداد ۱۳۵۳ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت حکم نگرانی گڑ نشان (۵۷) مورخہ ۷ آبان ۱۳۵۲ ف و تحت فقرہ ۳ اعلان محکمہ رسد نشان (۵۵) مورخہ ۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف مجھے حاصل ہیں پسلسلہ اعلان محکمہ رسد نشان (۵۵) مورخہ ۲۴ اردی بہشت ۱۳۵۳ ف میں حسب ذیل حکم دیتا ہوں:-

۱- اعلان ہذا کے جریدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے حدود بلدہ حیدرآباد میں۔

(الف) کوئی بیوپاری جو بمقدار تھوک گڑ فروخت کرتا ہو یعنی ایک پلہ (۱۲۰) سیر سے کم مقدار کی کھاتیوں میں فروخت نہ کرتا ہو مجاز نہ ہوگا کہ صوبہ مدراس سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں درآمد شدہ گڑ فی پلہ (مبلغ ...) روپیہ سے زائد قیمت پر فروخت کرے یا لال شکر کو خواہ وہ کسی مقام کی تیار کردہ ہو فی پلہ (مبلغ ...) روپیہ سے زائد قیمت پر فروخت کرے۔

(ب) کوئی چلر بیوپاری جو بمقدار چلر یعنی ایک پلہ سے کم مقدار کی کھاتیوں میں گڑ فروخت کرتا ہو مجاز نہ ہوگا کہ صوبہ مدراس سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں درآمد شدہ گڑ فی روپیہ تین سیر (۳) سے زائد قیمت پر فروخت کرے یا لال شکر کو خواہ وہ کسی مقام کی تیار کردہ ہو فی روپیہ ڈھائی سیر سے زائد قیمت پر فروخت کرے۔

۲- کوئی تھوک یا چلر بیوپاری جس کے پاس صوبہ مدراس سے درآمد شدہ گڑ یا کسی مقام کی تیار کردہ لال شکر کا ذخیرہ موجود ہو مجاز نہ ہوگا کہ کسی شخص کو جو بادائی قیمت مقررہ خریدنا چاہے فروخت کرنے سے انکار کرے۔

۳- ہر تھوک فروش پر لازم ہوگا کہ گڑ اور لال شکر کے ذخائر کے آمد و خرچ کا روزانہ حساب مرتب کرے اپنے مقام کاروبار پر قیمتوں کی فہرست نمایاں مقام پر آویزاں کرے اور ہر خریدار کو رسید دے۔

۴- اگر کوئی بیوپاری حکم ہذا کی خلاف ورزی کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہو سکے گی یا اس پر جرمانہ ہو سکے گا یا ہر دو سزائیں دی جا سکیں گی۔ فقط

کیا جائے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ معاشی کشمکش کے اس دور میں اگر حیدرآباد جیسے ملک میں ۰۰۰/۰ سائنس داں اور انجنیئر موجود ہوں تو وہ اقتصادی حیثیت سے ملک کو ان ۰۰۰/۰ کے بیسے (　　) کے مقابلہ میں جو سائنس سے بے بہرہ ہیں زیادہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

حیدرآباد میں علم سائنس کی رفتار ترقی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۴)

تجربہ خانوں کے علاوہ طلبہ کے لئے میدان اور تجربہ خانے بھی ہیں۔ ہر اسکول میں ایک سائنس سوسائٹی ہے جس کا مقصد طلبہ میں سائنس سے گہری دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ یہ سوسائٹیاں طلبہ کو سائنٹفک دلچسپی کے مقامات مثلاً چڑیا گھر، ریل کے کارخانوں، کارخانوں اور رصدگاہوں کو لیجانے اور ان کے دکھانے کا انتظام کرتی ہیں۔ ان سوسائٹیوں کی جانب سے سائنٹفک دلچسپی کے موضوعات پر تقریروں اور مباحثوں کے جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ لڑکوں کو فرداً فرداً مختلف چیزیں مثلاً معدنی اشیاء، پتھر، اسلحہ، پھل، انڈے اور پھول وغیرہ جمع کرنے کی بہت افزائی کی جاتی ہے۔ طلبہ کی جمع کی ہوئی یہی چیزیں گویا اسکول کے عجائب خانے کی ایک ابتدائی شکل ہیں۔ سائنٹفک دلچسپی کی چیزوں کے جمع کرنے کا کام ابھی ابتدائی دور ہی میں ہے لیکن امید ہے کہ اس سے ہر اسکول کو ایک اچھا عجائب خانہ بنا لینے میں مدد ملے گی۔

ہندوستان کا مسئلہ قحط دار العوام میں

لندن ۱۰ جولائی۔ آج دار العوام میں حالات قحط کا ذکر کیا گیا جب کہ مسٹر سورنسن (لیبر) نے دریافت کیا کہ آیا مسٹر ایمری کو اس سے واقف ہیں کہ (۲۶) ہندوستانی تاجروں اور دیگر حضرات نے حالات قحط کے دوبارہ نمودار ہونے کی علامات پر پبلک تنبیہ کی ہے۔ اور آیا مسٹر ایمری مطمئن ہیں کہ اس کے انسداد کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی گئی ہیں؟

مسٹر ایمری:- جی ہاں حکومت ہند اور صوبائی حکومتیں ان انسداد کی تدابیر کو کافی سرگرمی سے عمل پیرا ہیں جن کا میں نے جواب مورخہ ۔ اپریل میں ذکر کیا تھا اور میں آپ کی توجہ اس بیان کی جانب منعطف کرانا چاہتا ہوں جو حکومت ہند نے حال ہی میں جاری کیا ہے کہ سال رواں میں ہندوستان کو اجناس خوردنی روانہ کی جائیں گی۔ جو حکومت معظم کی حکومت کے اس عزم کا ثبوت ہے کہ ہندوستان کو ہر ممکنہ مدد دی جائے۔

مسٹر سورنسن نے دریافت کیا کہ آیا اس (۲۶) کاروباریوں نے قلت اغذیہ کے متعلق کوئی نیا عنصر حکومت ہند کے علم میں لایا ہے؟

مسٹر ایمری:- نہیں کم از کم مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

مسٹر فریڈرک اینڈرسن (کنسرویٹو) کیا مسٹر ایمری اس کا خیال نہیں ہے کہ قابل دستیاب غذا سال گزشتہ کی طرح ساہوکاروں کے قبضہ میں نہ چلی جائے گی؟

کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

مسٹر برائس (لیبر) نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر ایمری نے کہا کہ تحقیقات قحط کے وزیر کمیشن ... کی شرائط تحقیقات کی حدود میں ... نہیں کی گئی۔ لیکن ... سال گزشتہ ہند کی قلت کے اسباب اور اس کا انسداد کی تدابیر جہاں تک زراعت اور ... سے متعلق ہے یہ فرض کیا جاسکتا ہے کہ کمیشن ان مسائل پر غور کرے گا۔

مسٹر ... نے مسٹر ایمری سے کہا ... کیا ... اس مسئلہ پر غور کیا جائے ... ہندوستان میں حالات قحط دوبارہ نمودار ہوں تاکہ ... بندوبست ... ہو ... مسائل سنجیدہ طور پر ... جائیں؟

مسٹر ایمری:- میں سمجھتا ہوں کہ ... جواب ... میں ... ہے۔

مسٹر برائس ... آگیا۔

مسٹر سورنسن (لیبر) ... مسٹر ایمری ... کمیشن ... غور کرے گی ... مسئلہ ... کے ... اثر ہوتا ہے۔

مسٹر ایمری:- کمیشن کی شرائط تحقیقات بہت وسیع ہیں اور ان حدود میں یہ ہو سکتا ہے کہ پورے مسئلہ اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کیا جائے۔

مسٹر برائس:- جواب کی نوعیت کے منظر میں عنقریب التواء کے موقع پر اس سوال کو پھر سے اٹھاؤں گا۔

حالات جنگ اور قومی تحریک سے ہندوستان کے صرف سرمایہ داروں نے فائدہ اٹھایا

(بقیہ سلسلہ صفحہ اول)

خرچ نہیں ہوتی۔ جو رقم بچتی ہے اس کا کچھ حصہ تعیشات پر صرف ہوتا ہے اور کچھ حصہ بچایا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ بحیثیت مجموعی قومی آمدنی میں اضافہ ہوا ہے مگر یہ اضافہ سرمایہ داروں کی آمدنی میں ہوا ہے اور عوام ہنوز مفلس ہیں۔ قومی آمدنی کی از سر نو تقسیم کو معاشی پالیسی کی بنیاد قرار دینا چاہئے۔ اس کے لئے ... اور سرمایہ ... ورقومی بنانا ضروری ہے۔

ہندوستان کی نجات اسی میں ہے کہ دولت کی از سر نو تقسیم کی جائے۔ اسی طریقے سے عوام کی خوش حالی میں اضافہ ہو سکتا ہے اور ان کی زندگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ایک طرف تو (۸۰) فی صد باشندوں کو دن میں ایک بار کھانا مشکل سے ملتا ہے اور دوسری طرف (۲۰) فیصد افراد دولت پر قابض ہیں۔ کیا اس کو قومی خوش حالی کہا جاسکتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ چند افراد کی آمدنی میں اضافہ قومی آمدنی میں اضافہ ہے۔ وقت کا اہم سوال تقسیم دولت کا سوال ہے۔ اس سے ایک طرف مزدوروں کو بہتر اجرت کا مطالبہ پورا ہوگا اور دوسری طرف صارفین کی یہ خواہش پوری ہوگی کہ اشیاء کی قیمتیں گھٹائی جائیں۔ تقسیم دولت سے خود بخود قومی آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ اس کے بغیر عوام کو خوش حال نہیں بنایا جاسکتا۔ عوام کی زندگی کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ضروری ہے سرمایہ داروں کے معیار زندگی کو گرایا جائے۔ اس کے بعد ہی قومی خوش حالی کا نصب العین حاصل ہو سکتا ہے۔ اس وقت جس خوش حالی کا ڈھنکا بیٹا جارہا ہے وہ صرف چند افراد کی خوش حالی ہے۔ (از ... ویکلی)

قواعد تحدید کاشت فصول غیر غذائی

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ (۱) دستور العمل تحدید کی کاشت فصول غیر غذائی بابتہ ۱۳۵۵ف جس کو آئندہ دستور العمل مذکور کے نام سے موسوم کیا جائے گا اعلیٰ حضرت بندگانعالی باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل قواعد مرتب کئے جاتے ہیں جو تاریخ اشاعت جریدہ سے نافذ ہوں گے۔

تناسب منظورہ آمیزہ۔ (۱) دستور العمل مذکور کے مفہوم میں حسب ذیل تناسب میں غذائی و غیر غذائی فصول کی کاشت منظورہ آمیزہ متصور ہوگی۔

(الف) موسم خریف میں فصل کپاس کے لئے منظورہ آمیزہ سے ایسی کاشت مراد ہے جس میں کپاس کی آٹھ قطاروں کے بعد تور کی دو قطاریں اور ان کے بعد تین قطاریں جوار۔ باجرہ۔ مکائی۔ راگی۔ کنگنی۔ ہچنا۔ ساوان اور دیگر ایسی دانہ دار اجناس کی کاشت کی جائیں جو بحیثیت اراضی اور ضروریات کو ملحوظ رکھنے کے لحاظ سے موزوں ہو۔ کپاس۔ تور اور جنس غذائی کی قطاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکے گا بشرطیکہ ان کا باہمی بنیادی تناسب صراحت صدر بہر صورت برقرار رکھا جائے تعدادوں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی صورت تور کی قطاروں کی نصف تعداد غذائی فصل کی ایک جانب اور بقیہ نصف تعداد کو اس کی دوسری جانب کاشت کی جائیں گی تاکہ ہر دو جانب تور کی فصل غذائی فصل کو کپاس کی فصل سے علحدہ رکھے۔

(ب) موسم ربیع میں فصل کپاس کے لئے منظورہ آمیزہ سے ایسی کاشت مراد ہے جس میں کپاس کی ہر چھ قطاروں کے بعد تین قطاریں گیہوں یا دیگر ایسی فصل غذائی کی کاشت کی جائیں جو بحیثیت اراضی اور ضروریات کو ملحوظ رکھنے کے لحاظ سے موزوں ہوں۔ کپاس یا فصل غذائی کی قطاروں کی تعداد میں اضافہ کیا جا سکے گا بشرطیکہ ان کا باہمی بنیادی تناسب صراحت صدر بہر صورت برقرار رکھا جائے۔

(ج) فصل مونگ پھلی کے لئے منظورہ آمیزہ سے ایسی کاشت مراد ہے جس میں مونگ پھلی کی ہر دس قطاروں کے بعد تین قطاریں جوار۔ باجرہ۔ مکائی۔ راگی۔ کنگنی۔ ہچنا۔ ساوان یا دیگر ایسی دانہ دار اجناس کی کاشت کی جائیں جو بحیثیت اراضی اور ضروریات کو ملحوظ رکھنے کے لحاظ سے موزوں ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی تحقیقی فارم زرعی اراضی غذائی اور غیر غذائی فصول کی کاشت حسب صراحت مندرجہ فقرات (الف) (ب) اور (ج) قطاروں میں کرنے کے بجائے پٹی پر مشتمل اراضی میں غذائی اور غیر غذائی فصول کی کاشت اس طرح کرے کہ نتیجہ کاشت کو تناسب وہی برآمد ہوتا ہو جو حسب صراحت مندرجہ فقرات (الف) (ب) اور (ج) قطاروں میں کاشت کرنے کی صورت میں ہوتا تو یہ متصور ہوگا کہ اس نے منظورہ آمیزہ کی کاشت کی۔

محصول فصل غیر غذائی کی شرح (۲) (۱) دستور العمل مذکورہ کی دفعہ (۳) ضمن (۱) و (۲) کے اغراض کے لئے محصول غیر غذائی اس ابتدائی شرح کے لحاظ سے وصول کیا جائے گا جو دفعہ مذکور میں درج ہے۔

(۲) ایسے علاقہ جات غیر خالصہ میں جہاں پیمائش بندوبست کا نفاذ عمل میں نہ آیا ہو محصول فصل غیر غذائی حسب ذیل شرح کے لحاظ سے وصول کیا جائے گا۔

(۱) رقبہ زیر کاشت کپاس جو بحساب دو روپیہ فی ایکر

(۲) رقبہ زیر کاشت مونگ پھلی جو بحساب دو روپیہ آٹھ آنہ فی ایکر

محصول فصل غیر غذائی کی وصولی کا معاوضہ۔ علاقہ جات خالصہ و غیرہ خالصہ میں وصول شدہ محصول فصول غیر غذائی پر پٹیل پٹواریوں کو معاوضہ اسی شرح سے ادا کیا جائے گا جس شرح سے کہ وصول شدہ مالگذاری اراضی پر تحت [illegible] وقتاً فوقتاً انہیں ادا کیا جاتا ہے۔ دستخط۔ سید فضل اللہ معتمد۔

مختصر حالات سید عبد الرزاق صاحب مرحوم

(مالک شاپ سید عبد الرزاق کمپنی)

آپ نے گرامر سکول، مدرسہ عالیہ سرکار عالی میں علمی اور مدراس میڈیکل کالج میں فارمیسی کی تعلیم پائی۔ بلحاظ تحقیق اور کتب بینی کے جو خاص ذوق تھا۔ اپنی کوشش سے علم الادویہ، علم الکیمیا، انگریزی اور دوا سازی میں قابل قدر دستگاہ حاصل فرمائی۔ ہندوستان کے بہترین ماہرین میں آپ کا شمار تھا۔ [illegible] تجربہ اور علم الادویہ کی غیر معمولی قابلیت کی بناء پر [illegible] سوسائٹی لندن کی طرف سے ممبر بنائے گئے۔ آپ کے مطالعہ کے شوق کا اندازہ علم الادویہ وغیرہ میں ان کے بہترین موجودہ کتب خانہ سے ہو سکتا ہے۔ آپ نے عثمانیہ میوزیم آف دی انڈین میڈیسنل پلانٹس قائم فرما کر اس میں منتخب نرچا بیانات کے نمونے فراہم کئے۔ جہاں آباد میں آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ڈاکٹری دواؤں کی تیاری کے بڑے ڈسپنسری نام سے گودام میں [illegible] کی بنیاد رکھی اور انگلش وائی ڈاکٹری دواؤں کی تیاری شروع کی اور [illegible] وغیرہ کو [illegible] ددوا میں آرد کیں۔ یورپ اور امریکہ کی پیٹنٹ دواؤں کی عام مقبولیت کو دیکھ کر ان کے نسخے اور افعال وغیرہ سے واقف کرنے کے لئے (۲۰۰) صفحات کی ایک ضخیم اور مستند کتاب اصحاب کے لئے تالیف فرمائی۔ بسلسلہ نشرات طبی کے سخت اردو زبان میں کثیر التعداد امراض کے رسالے لکھ کر جو پر معلومات سے عوام کو مستفید فرمایا۔ اور ہزارہا رسالے بلا قیمت تقسیم کرائے۔

سید عبد الرزاق کمپنی کے کاروبار کی موجودہ ترقی میں آپ کا بہت بڑا حصہ رہا ہے۔ آپ بڑے علم دوست، مشفق، بینظیر تھے۔ قوت حافظہ بھی قابل تعریف پائی تھی۔ جس دوا کی نسبت سوال کیا جائے اس سے متعلق بہترین معلومات کا اظہار فرماتے تھے جس کام کو شروع کرتے اس کو تکمیل کئے بغیر چین نہ لیتے تھے۔ بہت خاموش کام کرنے والے نہایت حلیم، حلیم رحم دل [illegible] و شرافت کا مجسمہ تھے۔ جب آپ کی عمر (۵۰) سال سے متجاوز ہوئی تو کم عمری سے آپ کو دینی امور کی طرف پہلے سے زیادہ مائل کیا بیت اللہ شریف ادا فرمایا کچھ عرصہ تک مجلس اتحاد المسلمین کے خازن رہے چونکہ سیاسیات سے دلچسپی نہ تھی اس لئے اسی خدمت پر اپنے برادر سید حسن صاحب کو مقرر کرایا۔ اس کے کچھ دنوں بعد ہی مجلس دینی یا چہارم حرمین شریفین کے رکن ہوئے۔ ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب مرحوم کے انتقال کے بعد سے اب تک مجلس مذکور کے معتمد رہے اور اس کے مالی موقف کو استوار کیا۔ چند سال

[illegible] سے آپ کے وقت کا بڑا حصہ عبادت و ریاضت میں بسر ہوتا تھا۔ رفیق القلب سادہ بہت منکسر المزاج شخص تھے۔ بتاریخ ۱۲۔ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ کو طبیعت خراب ہوئی۔ صبح ۱۰ بجے سے ہچکی شروع ہوگئی۔ جب حالت بہت خراب ہوگئی۔

دن اور تاریخ پوچھی اور بات چیت کرتے ہوئے نہایت استقلال سے سمرہ ۵۹ سال انتقال فرمایا۔ بعد نماز عصر اعاطہ کرکی گنبد میں تدفین عمل میں آئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

نمائش

صنعتی حسن کاری

زیر اہتمام حیدرآباد آرٹ سوسائٹی

۱۵ تا ۳۱ جولائی

روزانہ

صبح ۹ تا ۱۲

شام ۴ تا ۷

یوم خواتین

یوم جمعہ ۲۸ جولائی

صبح ۱۰ تا ۵ شام

کوٹھی راجہ پرتاب گیرجی سلطان بازار

چند ضروری امور

۱۔ نمائش میں سارے ہندوستان کے حسن کار حصہ لے رہے ہیں۔

۲۔ افتتاح ۱۵ جولائی کو ہوگا۔ ۱۶ جولائی سے نمائش پبلک کیلئے کھلی رہیگی۔

۳۔ بیگم نواب امین یار جنگ پرنسپل کلیہ اناث یوم خواتین کا افتتاح فرمائینگی۔

۴۔ یوم خواتین کیلئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا۔ کوٹھی کا باغ احاطۂ نمائش میں شریک رہیگا لیکن براہ کرم باغ کی کسی چیز کو خراب نہ کیجئے گا۔

۵۔ پہلے ہفتہ اور یوم خواتین میں داخلہ [illegible] ہوگا۔

احمدیہ پریس [illegible] میں طبع ہو کر [illegible] شائع ہوا